© rasailojaraid.com

یہ ہے کہ ہم نے اسلامی طریقہ مضاربت کو رواج نہیں دیا، کرنا یہ چاہیے کہ لوگ اپنے روپے کو بینک کی معرفت کاروبار میں لگائیں اور بینک ان کا روپیہ امانت رکھنے کے بجائے ان سے ایک عام شراکت نامہ طے کرے اور ایسے تمام اموال کو مختلف قسم کے تجارتی، صنعتی، زراعتی یا دوسرے ان جائز کاروبار میں جو بینک کے دائرہ عمل میں آسکتے ہوں لگائے اور اس مجموعی کاروبار سے جو منافع حاصل ہو اسے ایک طے شدہ نسبت کے ساتھ ان لوگوں میں اسی طرح تقسیم کرے جس طرح خود بینک کے حصہ داروں میں منافع تقسیم ہوتا ہے۔

افراط زر کی صورت میں اصل زر کو بحال رکھنے کا حل

ڈالر، ین، پونڈ اور ریال وغیرہ مستحکم کرنسی ہیں اور عرف اور تعامل سے یہ مقرر اور ثابت ہے کہ ان کی قدر برقرار رہتی ہے، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش اور دیگر پس ماندہ ممالک کی طرح افراط زر کے نتیجہ میں وقت گزرنے کے ساتھ ان کی قدر میں کمی نہیں ہوتی، سو جو شخص چار، پانچ سال یا زائد عرصہ کے لیے بینک میں اپنا پیسہ رکھنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی رقم کو ڈالرز یا کسی اور مستحکم کرنسی میں منتقل کر کے ان بینکوں میں اپنی رقم رکھے جو غیر ملکی کرنسی میں بھی اکاؤنٹ کھولتے ہیں اسی طرح جو شخص کسی طرح دوسرے شخص کو ملکی کرنسی میں مثلاً ایک ہزار روپے قرض دیتا ہے اور وہ شخص اس کو دس سال بعد ایک ہزار روپے واپس کرتا ہے تو دس سال کے بعد اس ایک ہزار روپے کی قدر ایک سو روپے رہ جائے گی اس ضرر سے بچنے کا بھی یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنی رقم کو ڈالر میں منتقل کر کے قرض دے اور جتنے ڈالر دیے تھے اتنے ہی واپس لے لے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر اس نے ملکی کرنسی میں رقم قرض دی تھی اور مثلاً دس سال بعد اس کی قدر کم ہوگئی تو وہ اب بھی دس سال پہلے کی ملکی کرنسی جتنے ڈالر کے مساوی تھی، دس سال بعد اتنی ملکی کرنسی واپس لے سکتا ہے، مثلاً پہلے ایک ہزار روپے جتنے ڈالر کے مساوی تھے دس سال بعد اگر اتنے ڈالر کے دس ہزار روپے بنتے ہیں تو وہ دس ہزار روپے لے سکتا ہے، لیکن ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں وہ بہر حال ایک ہزار روپے دے کر دس ہزار روپے لے رہا ہے اور معنوی طور پر خواہ ان کی قدر برابر ہو لیکن یہ صورۃً اصل رقم سے زائد لینا ہے اور ظاہری اور صوری طور پر اس کے سود ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، نیز چونکہ یہ پہلے سے طے نہیں کیا گیا اس لیے یہ موجب نزاع بھی ہے، افراط زر سے بچنے کے لیے ملکی کرنسی کو سونے چاندی سے بدل کر قرض دینا بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ سونے چاندی میں ادھار جائز نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیئے جانے کی حقیقت

مولانا امین احسن اصلاحی

یہ سورہ (الفلق) کسی شان نزول کی محتاج تو نہیں ہے لیکن اس کے تحت لوگوں نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی ﷺ پر العیاذ باللہ کچھ یہودیوں نے ایک زمانہ میں جادو کر دیا تھا جس سے آپ بیمار ہو گئے تو آپ کو یہ سورہ سکھائی گئی اور آپ اس جادو کے اثرات بد سے محفوظ ہوئے۔ اگرچہ دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ اس جادو کا کوئی اثر آپ کے فرائض نبوت پر نہیں پڑا لیکن ساتھ ہی نہایت سادہ لوحی سے یہ اعتراف بھی کر لیا گیا ہے کہ اس کا اثر حضور ﷺ پر یہ پڑا کہ آپ گھلتے جا رہے تھے کسی کام کے متعلق خیال فرماتے کہ کر لیا ہے لیکن نہیں کیا ہوتا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین کے متعلق خیال فرماتے کہ ان کے پاس گئے ہیں لیکن نہیں گئے ہوتے، بعض اوقات اپنی نظر پر بھی شبہ ہوتا کہ ایک چیز کو دیکھا ہے مگر نہیں دیکھا ہوتا۔ ان حضرات کے بیان کے مطابق حضور ﷺ کی یہ حالت گھنٹے دو گھنٹے یا دن دو دن نہیں بلکہ پورے چھ ماہ رہی۔ اب سوال یہ ہے کہ جب پورے چھ ماہ آپ پر العیاذ باللہ، تعطل دماغ کی یہ کیفیت طاری رہی تو کیا یہ امکان مستبعد قرار دیا جا سکتا ہے کہ العیاذ باللہ آپ نے خیال فرمایا ہو کہ نماز پڑھ لی ہے لیکن نہ پڑھی ہو یا یہ کہ نازل شدہ وحی کاتبین وحی کو لکھوا دی ہے حالانکہ نہ لکھوائی ہو یا یہ کہ جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا ہے حالانکہ نہ دیکھا ہو؟ ان امکانات کو کس دلیل سے آپ رد کر سکتے ہیں؟ اگر کوئی کہے کہ اس طرح کی کوئی بات روایات میں نہیں ملتی تو ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ روایات میں تمام جزئیات کہاں بیان ہو سکتی ہیں۔ لیکن ایک ایسے شخص سے جس کی ذہنی حالت آپ کے بیان کے مطابق وہ ہے جو مذکور ہوئی تو اس سے ان باتوں کا صادر ہونا تعجب انگیز نہیں بلکہ نہ صادر ہونا تعجب انگیز ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میرے نزدیک اس شان نزول کو رد کرنے کے لیے یہ دلیل کافی ہے کہ یہ اس مسلمہ عقیدے کے بالکل منافی ہے جو قرآن نے انبیاء کرام سے متعلق ہمیں تعلیم کیا ہے۔ عصمت، حضرات انبیاء کرام (علیہم السلام) کی ان خصوصیات میں سے ہے جو کسی وقت بھی ان سے منفک نہیں ہو سکتیں۔ اس عصمت کو اس امر سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا کہ نبی کے دندان مبارک شہید ہو گئے یا وہ زخمی ہو گیا یا وہ قتل کر دیا گیا۔ ان میں سے کوئی چیز بھی اس کی نبوت میں قادح نہیں ہے۔ کہ اس کو آپ اس امر کی دلیل بنائیں کہ جب نبی ان چیزوں میں مبتلا ہو سکتا ہے تو مسحور بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو کردہ اور نا کردہ، دیدہ اور نا دیدہ میں کوئی امتیاز ہی باقی نہیں رہ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے شیطانی تصرفات سے اپنے نبیوں کو محفوظ رکھا ہے اور ان کی یہ محفوظیت دین کے تحفظ کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ محفوظیت ہی نبی کے ہر قول و فعل کو سند بناتی ہے۔ پورا قرآن انبیاء کی عصمت پر گواہ ہے اور ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ان کی عصمت پر ایمان رکھے۔

شان نزول کے اس واقعے کو اگر روایت کے اصولوں پر جانچا جائے تو اس میں نمایاں ضعف موجود ہے، صحاح کی ایک روایت میں رنگ آمیزی کرنے کے لیے تیسرے درجے کی ضعیف و موضوع روایتوں کا سہارا لیا گیا ہے اور اس کو ایک امر واقعہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ روایت صحاح میں سے صرف بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن ماجہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لی ہے اور سند کے تیسرے واسطے تک یہ خبر واحد ہی رہی ہے۔ حتیٰ کہ بخاری کی ایک روایت، میں سفیان بن عیینہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ اقرار کرتے ہیں کہ میں نے اسے ابن جریج سے بالکل پہلی مرتبہ سنا۔ گویا اس واقعہ نے نبی ﷺ کے وصال کے سو سال بعد شہرت پائی۔ اس سے پہلے اس کا علم صرف بعض افراد تک محدود رہا۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ العیاذ باللہ اگر حضور اکرم ﷺ چھ ماہ تک مسحور رہے ہوتے تو یہ واقعہ اتنا غیر معمولی تھا کہ صدر اول ہی میں اس کا چرچا ہو جاتا اور یہ روایت ایک متواتر روایت کی حیثیت سے ہم تک پہنچتی۔

صحاح کی کسی روایت میں یہ نہیں بتایا گیا کہ اگر یہ جادو ہوا تو حضور ﷺ پر اس کا اثر کتنا عرصہ رہا۔ اس کے برعکس ان تینوں کتابوں کی متفق علیہ روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حتی اذا کان ذات یوم او ذات لیلۃ دعا رسول اللہ ﷺ ثم دعا ثم دعا۔ (یہاں تک کہ جب ایک دن یا ایک رات گزر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے پے در پے دعا کی) اس سے معلوم ہوا کہ اگر اس کا کوئی اثر آپ کی قوت تخیلہ پر پڑا بھی تو وہ چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں رہا۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کی اور یہ اثر جاتا رہا۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بالکل اسی قسم کی بات ہوئی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کی رسیوں اور

لاٹھیوں کو سانپ سمجھ لیا اور وقتی طور پر گھبرا گئے۔ اس طرح کی کیفیات تھوڑی دیر کے لیے طاری ہو جانا ناممکن نہیں ہوتا۔ یہ کیفیات بطور امتحان بھی نبی کو پیش آ سکتی ہیں لیکن ہوتی یہ وقتی اور عارضی ہیں تا کہ نبی کی عصمت مجروح نہ ہو۔

یہ حقیقت بھی ملحوظ رہے کہ صحاح میں نہ اس واقعہ کو سورہ کے شان نزول کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور نہ یہ بتایا گیا ہے کہ معوذتین کی آیات پڑھ پڑھ کر حضور ﷺ نے کسی تانت کی گرہیں کھولیں۔ یہ چیز واضح کرتی ہے کہ محدثین نے اس واقعہ کو سورۂ فلق سے متعلق نہیں مانا۔ یہ بعد والوں کی ذہانت ہے کہ وہ اس روایت کو معوذتین کے ذیل میں لے آئے۔ حالانکہ جیسا کہ سورۂ فلق کی تفسیر سے واضح ہوا اور آگے سورۂ ناس کی تفسیر سے واضح ہو گا، ان کا مفہوم اس سے ابا (انکار) کرتا ہے کہ ان کے نزول کو کسی مجہول جادوگر کے کسی شیطانی عمل کا نتیجہ قرار دیا جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نبی اکرم ﷺ پر جادو کیے جانے کی حقیقت۔۔۔ اِشکالات کا تجزیہ

پروفیسر محمد اکرم ورک
شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ

کفارِ مکہ اور دیگر معترضین نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت پر جو مختلف اعتراضات کئے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ معاذ اللہ آپ ﷺ ایک جادو زدہ شخص ہیں اور یہ کہ مسلمان ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہیں جس پر جادو کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو کھلی گمراہی قرار دیتے ہوئے رد فرمایا ہے۔(1)

جبکہ دوسری طرف بعض صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تھا اور ایک عرصہ تک آپ ﷺ پر اس کا اثر بھی رہا۔ چونکہ یہاں قرآن و حدیث میں بظاہر تعارض ہے اور خود آپ ﷺ کی شخصیت کے بارے میں کئی طرح کے سوالات سامنے آتے ہیں، اس لئے اس بارے میں متقدمین اور متاخرین علماء میں ہمیشہ یہ اختلاف رہا ہے کہ آیا آپ ﷺ پر جادو کا اثر پذیر ہونا حق ہے یا باطل؟۔ ذیل کی سطور میں ہم اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کریں گے، لیکن اس سے پہلے آپ حدیث کا مکمل متن ملاحظہ فرمائیں، جس میں آپ ﷺ پر جادو کیے جانے کا تفصیلی بیان ہے، حضرت عائشہؓ (م ۵۷ھ) بیان فرماتی ہیں:

"سحر رسول اللہ ﷺ حتی انہ لیخیّل الیہ انہ یفعل الشیء، وما فعلہ، حتی اذا کان ذات یوم وھو عندی دعا اللہ ودعاہ ثم قال ﷺ: "أشعرت یا عائشۃؓ ان اللہ قد أفتانی فیما استفتیتہ فیہ؟" قلت: وما ذاک یارسول اللہ ﷺ؟ قال ﷺ: "جاءنی رجلان فجلس احدھما عند رأسی، والآخر عند رجلیّ ثم قال احدھما لصاحبہ: ما وجع الرجل؟ قال: مطبوبٌ، قال: ومن طبّہ؟ قال: لبید بن الأعصم الیھودی من بنی زریق، قال: فیما ذا؟ قال: فی مشط ومشاطۃ وجفّ طلعۃ ذکر، قال: فأین ھو؟ قال: فی بئر ذی أروان" قال: فذھب النبی ﷺ فی اناس من اصحابہ الی البئر فنظر الیھا وعلیھا نخل، ثم رجع الی عائشۃؓ، فقال ﷺ: "واللہ لکأنّ ماءھا نقاعۃ الحناء، ولکأنّ نخلھا رؤس الشیاطین"، قلت: یارسول اللہ ﷺ، أفأخرجتہ؟ قال ﷺ: "لا، أما أنا فقد عافانی اللہ وشفانی وخشیت أن أثوّر علی الناس منہ شرًا"، وأمر بھا فدفنت"(2)

"رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا آپ ﷺ کو خیال ہوتا کہ آپ ﷺ نے ایک کام کرلیا ہے حالانکہ نہ کیا ہوتا۔ ایک دن آپ ﷺ میرے پاس تھے، آپ ﷺ نے اللہ کو پکارا، اللہ نے آپ ﷺ کی دعا قبول کی پھر فرمانے لگے، عائشہ تجھ کو معلوم ہوا اللہ سے جو بات میں نے پوچھی تھی وہ اللہ نے مجھ کو بتلا دی، میں نے کہا: فرمایئے تو کیا بات تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو فرشتے آئے ایک تو میرے سرہانے بیٹھا اور ایک میرے پاؤں کے پاس، سرہانے والے نے پائنتی والے سے پوچھا: ان صاحب کو کیا عارضہ ہے؟ اس نے کہا: (عارضہ نہیں) ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم یہودی نے جو بنی زریق کا ہے۔ پہلے نے پوچھا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: کنگھی اور بالوں اور کھجور کے غلاف میں۔ پہلے نے پوچھا: یہ سامان کہاں رکھا ہے؟ دوسرے نے کہا: ذی اروان کے کنویں میں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی ﷺ اپنے کئی اصحاب کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اس کو دیکھا وہاں کھجور کے درخت بھی تھے۔ جب لوٹ

© rasailojaraid.com